قواعد الاربع

مقدمہ

عقیدے کے دروس ہمیشہ بنیادوں سے شروع کرنے چاہیے۔بغیر بنیاد کے جو علم حاصل کیا جاتا ہے وہ علم حاصل کرنے والے شخص کو زیادہ دیر تک فائدہ نہیں دیتا۔ عقیدے کا علم ایسا علم ہے جس کے بغیر مسلمان، مسلمان ہی نہیں رہتا۔اور یہ علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے جیسا کہ نماز۔

صحیح حدیث میں آیا ہے ، عبداللہ بن عمر(رضی اللہ عنھما)سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ (ﷺ) کو فرماتے ہوئے سنا: اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے: گواہی دینا کہ اللہ تعالی کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور محمد(ﷺ)اللہ تعالی کے رسول ہیں، نماز قائم کرنا ، زکوۃ ادا کرنا، بیت اللہ کا حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔(متفق علیہ)

اسلام کی سب سے پہلی بنیاد کلمہ شہادت ہے، کلمہ شہادت ہی عقیدہ کی بنیاد ہے۔اس کلمہ کو سمجھنے کے لیے علماء نے چند قاعدے بیان کیے ہیں۔تاکہ عقیدہ کا یہ علم آسان ہو جائے۔

قواعد الاربعہ شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب (رحمہ اللہ) کی تالیف ہے۔یہ چند اوراق پر مشتمل ہے۔لیکن یہ رسالہ اتنا عظیم ہے کہ انشاء اللہ جب اس کی شرح بیان کریں گے تو جو بنیادی مسائل ہیں توحید اور شرک کو سمجھنے کے لیے نمایاں ہو جائیں گے۔ اور ہر طالب علم تو کیا اگر عوام الناس بھی اس کو سمجھ لیں تو کبھی بھی توحید اور شرک کو سمجھنے میں غلطی نہیں کریں گے۔انشااللہ۔اس سے پہلے کہ ہم قواعد الاربعہ پر بات کریں۔ شیخ محمد بن عبدالوہاب (رحمہ اللہ) کے بارے میں بات کریں گے۔یہ شخص کون ہے؟ کہاں سے آیا؟ اسکی سیرت کیا ہے؟اور مخالفین جو ایک بات مشہور کیے ہوئے ہیں کہ وہابی مذہب، پانچواں مذہب وجود میں آیا ہے ۔ اس عالم کا یہ حق ہے ہمارے اوپر کہ جب ہم ان کی کتابیں اور رسائل بیان کریں، تو یہ بیان کریں کہ یہ شخص کون ہے؟اور کس طریقے سے مشہور ہوا؟

محمد بن عبدالوہاب کی مختصر سی سیرت

ان کا پورا نام محمد بن عبدالوہاب بن سلیمان التمیمی ہے۔ان کی پیدائش سعودی عرب کے ایک گاؤں عیینہ میں سن 1115ھ میں ہوئی-ایک علمی گھرانے سے ان کا تعلق تھا۔ ان کے دادا کا شمار اپنے وقت کے علماء نجد میں سے ہوتا تھا۔ ان کے والد بھی عالم تھے۔ 10 سال کی عمر میں قرآن حفظ کیا۔ اپنے والد، دادا اور عالموں سے علم حاصل کرنا شروع کیا۔اس کے بعد مکہ اور مدینہ کی طرف سفر کر کے بھی علم حاصل کیا۔ علم کی طلب میں سعودی عرب سے شام کی طرف سفر کیا۔ جب انھوں نے توحید کی دعوت شروع کی۔سب سے پہلے مخالفین ان کے اپنے لوگ تھے جو وہاں پر رہتے تھے۔ توحید اللہ کا وہ واحد دین ہے جس کے علاوہ اللہ تعالی کوئی دین قبول نہیں فرماتا۔ یہی دین نوح علیہ سلام کا، ابراہیم علیہ سلام کا، موسی علیہ سلام اور عیسی علیہ سلام کا، (ﷺ) کا۔ جتنے بھی انبیاء و رسول آئے ان سب کا دین ایک ہی رہا ہے،اور اس دین کی بنیاد توحید ہے۔ شرک کے اثرات جزیرہ عرب پر بھی موجود تھے۔ یہاں بھی شرک، قبر پرستی کی صورت میں موجود تھا۔ لوگ اسی کو دین سمجھتے تھے، دعوت و تبلیغ بھی اخلاص اور اتباع کے بغیر نہیں ہوسکتی۔ دعوت و تبلیغ بھی عبادت ہے۔

شیخ صاحب کی دعوت میں رکاوٹ ان کے اپنے گھر سے ہوئی۔عیینہ کے امیر کو خط لکھا کہ اس شخص کو اس شہر سے نکال دو۔امیر محمد بن سعود امام محمد بن عبدالوہاب کا ساتھ دیتے ہیں۔دونوں علماء نے مل کر دعوت توحید کو اس ملک میں زندہ کیا۔ان کی وفات 1206ھ میں ہوئی۔

رسالے کا آغاز بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے کیا۔بسم اللہ کا ترجمہ جو ہم کرتے ہیں شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان اور رحیم ہے۔یہی ترجمہ رائج ہے۔ کچھ علماء کہتے ہیں کہ یہی ترجمہ درست ہے۔اور کچھ علماء کہتے ہیں کہ اس ترجمہ سے بہتر ترجمہ یہ ہے کہ اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے۔ عربی زبان میں بسم اللہ کا کلمہ دو لفظوں پر مشتمل ہے۔الرحمٰن اور الرحیم میں کیا فائدہ ہیں یہ دیکھتے ہیں۔

بسم اللہ – اللہ تعالی کے نام سے –حرف ب کے یہاں پر دو عظیم فائدے ہیں ، اس کا استعمال کیوں ہوا ہے۔ نمبر ایک مدد کیلئے ، نمبر دو برکت کیلئے –یعنی اے اللہ میں تیرے نام سے مدد لیتے ہوئے برکت حاصل کرنے کے لیے یہ عمل کر رہا ہوں۔" بسم اللہ "یہ صیغہ عربی زبان میں مفرد کے لیے مضاف کہلاتا ہے مفرد مضاف جب بھی

آئے تو یہ عموم کے لیے ہوتا ہے۔ عام ہے عربی زبان میں۔ عموم کا مطلب ہے کہ اللہ تعالی کے سارے نام شامل ہیں، کہ اللہ تعالی میں تیرے ہر بابرکت نام سے مدد طلب کرتا ہوں اور برکت حاصل کرتا ہوں، اللہ کا مطلب جو خاص اللہ تعالی کے لیے ہے۔واحد معبود ، ایک معبود جو عبادت کا مستحق ہے۔اور یہ اللہ تعالی کا ایسا نام ہے، جیسا نام پوری عربی زبان میں کوئی نہیں ہے۔نہ اس کا کوئی جمع ہے اور نہ ہی اس کے کوئی جنس ہے۔

الرحمٰن ،وسیع رحمت والا۔ اللہ کی رحمت اتنی وسیع ہے کہ وہ کافروں کو بھی اپنی رحمت سے نوازتا ہے۔لوگ کفر کرتے ہیں اور جھٹلاتے ہیں۔ لیکن اللہ تعالی اپنی رحمت سے ان کو رزق دیتا ہے، صحت و عافیت دیتا ہے۔ اللہ تعالی کی رحمت اتنی وسیع ہے کہ جانوروں کو بھی رزق عطا فرماتا ہے۔ پتھر کے اندر اس کیڑے کو بھی رزق عطا فرماتا ہے۔جس کو رزق دینے پر ساری کی ساری دنیا عاجز ہے۔سب اللہ تعالی کے رحم و کرم کرنے سے زندہ ہیں۔

الرحیم ،خوب رحم کرنے والا ، یہ صفت بھی ہے۔اور اپنی مخلوق تک پہنچتی بھی ہے یعنی الرحمٰن میں صفت ہے ، الرحیم میں فعل ہے۔ معنی یہ ہے کہ اللہ اپنی رحمت پہنچاتے ہیں

اپنے بندوں تک۔ اللہ کی رحمت وسیع بھی ہے اور اس کے بندوں تک پہنچتی بھی ہے۔ پوری کائنات اس رحمت سے استفادہ کرتی ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کا مطلب اللہ تعالی کے نام سے جو بڑا مہربان، وسیع رحمت والا اور رحم کرنے والا ہے۔ اگر دیکھا جائے تو یہ بات تھوڑی سی ناقص ہے کیونکہ اس ترجمہ میں" شروع" کا لفظ موجود نہیں ہے۔اس کا مفہوم یہ ہے کہ اے اللہ تعالی میں آپ کے ہر بابرکت نام سے مدد طلب کرتا ہوں۔ اور برکت حاصل کرتا ہوں۔ اے اللہ میں جو کام کرنے جارہا ہوں ۔ میری مدد فرماکر اسے میرے لیے آسان کردے۔ اور مجھے توفیق دے کہ میں اچھے طریقے سے اس کام کو سر انجام دوں۔اس کام میں برکت ڈال دے۔ تو رحمٰن ہے، تیری رحمت اتنی وسیع ہے کہ تو جانوروں اور کافروں کو بھی اپنی رحمت سے نوازتا ہے۔ میں تیرا کمزرو، ضعیف اور محتاج بندہ ہوں اپنی رحمت سے میرے لیے اس کام کو آسان کردے۔ یہ ہے بسم اللہ کا مفہوم۔

رسالہ کی شروعات بسم اللہ کے بعد ایک دعا سے ہوئی ہے۔ اکثر تصانیف میں شیخ محمد بن عبدالوہاب نے شروعات بسم اللہ کے بعد دعا سے کی ہے۔

میں اللہ تعالی کے نام سے سوال کرتا ہوں جو کریم ہے کرم کرنے والا ہے۔ جو عرش عظیم کا رب ہے۔ کہ اللہ تعالی جو کریم ہے اپنے کرم سے تجھے مدد دے۔ دنیا میں تیری مدد کرے اور ہدایت اور توفیق اور حفاظت سے اور آخرت میں تجھے جنت عطا فرمائے۔ یعنی جو شخص بھی یہ رسالہ سن رہا ہے یا پڑھ رہا ہے اس کے لیے یہ دعا ہے۔ اللہ تعالی سے دعا ہے کہ وہ رب کریم جو عرش عظیم کا مالک ہے۔ (عرش اللہ کی سب سے بڑی مخلوق ہے آسمان اور زمین اس کے سامنے ایسی حیثیت رکھتے ہیں جیسے کل صحرا میں ایک حلقہ ڈال دیں۔ صحرا میں اس حلقہ کی کیا اوقات ہے۔ کرسی کے سامنے زمین اور ساتوں آسمان کی بھی یہی حیثیت اور مقام ہے) کہ جو شخص یہ رسالہ پڑھ رہا ہے۔ اللہ تعالی اسے اپنی حفاظت میں لے لے۔ حفاظت کرے دنیا میں اور آخرت میں۔ برکت کا مطلب ہے خیر کثیر۔

اور اللہ تجھے ان لوگوں میں کر دے کہ جنھیں جب اللہ تعالی نعمت عطا فرماتا ہے تو وہ شکر کرتے ہیں۔ اور جب کوئی مصیبت آتی ہے تو صبر کرتے ہیں، اور جب کوئی گناہ کرتے ہیں تو توبہ استغفار کرتے ہیں۔

صحیح مسلم کی روایت میں نبی (ﷺ) فرماتے ہیں۔ مومن کے امر میں ہمیشہ عجب ہوتا ہے کہ ہمیشہ خیر میں رہتا ہے۔ جب اللہ تعالی کی نعمتیں نازل ہوتی ہیں۔ اور اللہ تعالی خوشی عطا فرماتا ہے۔ تو وہ شکر ادا کرتا ہے۔ شکر عمل کے ساتھ ہوتا ہے۔ اگر عمل نہیں ہے تو شکر بھی ناقص ہے اور اللہ کے ہاں قابل قبول نہیں۔ شکر ادا کرتا ہے۔ اللہ کی مکمل فرمانبرداری کرتے ہوئے۔ مصیبت یا پریشانی ہو تو صبر کرتا ہے۔ اور جب خوشی ہو تو اس کو اللہ کی فرمانبرداری میں صرف کردو۔ اور مصیبت میں صبر کر کے اس کا اجر اللہ تعالی سے طلب کرو۔

شیخ صاحب فرماتے ہیں یہی تین چیزیں سعادت اور خوشی کا عنوان ہیں اگر آپ کسی کو خوش دیکھنا چاہتے ہیں تو یہ اسکی تین نشانیاں ہیں۔ پہلی کہ نعمتوں پر شکر کرنا، دوسری مصیبت ہو تو صبر کرنا اور تیسری اگر گناہ کرے تو استغفار کرے۔ یہ گمان کبھی نہ کرو کہ تم مومن ہو تو کبھی گناہ نہیں کروگے۔ گناہ مومنوں سے بھی ہوتے ہیں ۔ نبی (ﷺ) فرماتے ہیں کہ آدم کی اولاد میں سے سارے کے سارے خطاکار ہیں اور بہترین خطا کار وہ ہیں جو توبہ کرتے ہیں۔۔ قباحت اس میں نہیں کہ گناہ کیوں کیا۔ قباحت اس

میں ہے کہ گناہ کے بعد توبہ کیوں نہیں کی۔ شکر، صبر اور توبہ علامتیں ہیں مکمل خوشی اور سعادت کی۔

آگے شیخ محمد بن عبدالوہاب (رحمتہ اللہ علیہ) کہتے ہیں کہ یہ جان لو اللہ تعالی تجھے ہدایت دے اپنی فرمانبرداری کی طرف۔ بے شک حنفیت ابراہیم علیہ وسلم کی ملت ہے، یعنی دین ہے۔ صرف اور صرف اللہ تعالی کی عبادت کرنا اخلاص کے ساتھ۔ اور اخلاص ہر عبادت کی پہلی بنیاد ہے۔ اور توحید کی جڑ ہے اس اخلاص کا مطلب ہے کہ کسی چیز کو پاک اور صاف کرنا یعنی اسے خالص رہنے دینا۔ جس میں کوئی ملاوٹ نہ ہو۔ کہ عبادت کرو اللہ تعالی کی، اور صرف اللہ تعالی کی۔ لوگوں کو دکھانے کے لیے بھی اللہ تعالی کو نہیں پکارنا۔ ریاکاری نہیں چاہیے صرف اللہ کی رضامندی کے لیے عمل کرنا ہے جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا:

﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ﴾ (الذاریات:56)

"میں نے جنات اور انسانوں کو محض اس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ صرف میری عبادت کریں۔"

عبداللہ بن عباس نے فرمایا لیعبدون کا مطلب ہے تاکہ وہ عبادت کریں توحید کے ساتھ۔

اس آیت کریم میں بہت عظیم فوائد ہیں:

(1)اللہ تعالی خالق ہے، صفات اللہ تعالی کے لیے ہیں۔

(2) جن کا وجود کہ جن موجود ہیں۔

(3) اللہ نے جن وانسان کو اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے۔

(4) جن ،انس مختلف ہیں تمام مخلوقات میں سے مکلّف ہیں۔ عبادت کا مطلب یہ نہیں کہ پانچ وقت کی نماز پڑھنا، روزہ ، زکوۃ اور حج ادا کرنا۔ بلکہ عبادت میں اس کے ساتھ ساتھ ، والدین کی فرمانبرداری، صلہ رحمی کرنا یہ عبادت میں شامل ہے لیکن ہم بھول جاتے ہیں۔ والدین کے حقوق، بچوں کے حقوق، پڑوسیوں کے حقوق، مسلمانوں کے حقوق، کافروں کے کیا حقوق ہیں ہم پر۔ اللہ تعالی نے جن وانس کو اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا، کسی اور چیز کے لیے نہیں۔ یعنی جیسے کچھ لوگ سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالی نے اس کائنات کو محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے لیے پیدا کیا۔ یہ آیت واضح جواب ہے کہ اللہ تعالی

نے پوری کائنات کو اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا۔ اور پوری کی پوری کائنات اللہ کی بندگی اور فرمانبرداری کرتی ہے۔

جب تم یہ جان چکے کہ اللہ تعالی نے تجھے اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا۔ سن لو اور سمجھ لو کہ عبادت اس وقت تک عبادت نہیں ہوتی جب تک توحید نہ ہو۔ یعنی بغیر توحید کے عبادت، عبادت نہیں ہے۔ جیساکہ نماز اس وقت تک نہیں ہوتی جب تک طہارت نہ ہو۔ شیخ صاحب نے یہ مثال کیوں بیان کی؟ کیونکہ مخالفین نے اسی کو پکڑا ہے۔ کہ شیخ صاحب نے حدث اور طہارت کو توحید سے جاملایا۔ یعنی گستاخی کی۔ یہ ان کی کم علمی ہے۔ مخالفت نے ان کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا ہے۔ اور ان کے دلوں کو دور کر دیا۔ شیخ صاحب نے ایک محسوس مثال بیان کی ہے۔ اس مثال کو اس مسئلے کے ساتھ بیان کر رہے ہیں جس کو آج کے بعض بڑے عالم نہیں سمجھ رہے۔آسان مثال بیان کی تاکہ عوام الناس بھی سمجھیں اور علماء بھی اس پر نظر ثانی کریں۔ کہ جیسے نماز بغیر طہارت کے نہیں ہوتی۔ شرک اگر عبادت میں داخل ہو جائے تو عبادت باطل ہو جاتی ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسا کہ حدث اور ناپاکی طہارت میں شامل ہو جائیں تو اس پر غالب آجاتی ہیں اور طہارت ختم ہو جاتی ہے۔ اب جب تم

یہ بھی جان چکے ہو کہ جب شرک عبادت میں مل جاتا ہے تو اسے فاسد کر دیتا ہے۔اور عمل کو اکارت کر دیتا ہے جس کی عبادت میں شرک ہے اس کی عبادت اور عمل باطل اور اکارت ہے۔

وہ جہنم میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے رہنے والا ہے۔تو سب سے زیادہ اہم بات یہ ہے کہ تم یہ جان لو کہ توحید اور شرک کیا ہیں جب تم یہ جان لو گے تو ہم اللہ تعالی سے دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالی تجھےاس جال میں پھنسنے سے نجات عطافرمائے۔ جال سے کیوں مشابہت دی شرک کواس کی دو وجوہات ہیں ، جال پھینکا جاتا ہے عام طورپر، لاعلمی میں پھنسایا جاتا ہے ۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ شرک ایسا جال ہے۔ جیسے اگر مچھلیاں ایک دفعہ جال میں پھنس جائیں تو اس میں سے نکل نہیں سکتی، شرک ایک ایسا دلدل ہے کہ اگرانسان خود اس میں سے نکلنے کی کوشش نہ کرے علم حاصل کر کے تو وہ اس میں سے نکل نہیں سکتا۔ لہٰذا علم حاصل کرنا ضروری ہے ۔ اور یہ جال اللہ تعالی کے ساتھ شرک کرنا ہے۔جس کے بارے میں اللہ تعالی نے ارشادفرمایا :

﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغۡفِرُ اَنۡ يُّشۡرَكَ بِهٖ وَيَغۡفِرُ مَا دُوۡنَ ذٰلِكَ لِمَنۡ يَّشَآءُ ۚ﴾ (النساء:48)

یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے ساتھ شریک کیئے جانے کو نہیں بخشتا اور اس کے سوا جسے چاہے بخش دیتا ہے

اور شرک سے بچنا کیسے ہے؟ جب ہم چار قاعدے شرک سے بچنے کے لیے سمجھیں گے۔ان چار قواعد کا اللہ تعالی نے قرآن میں ذکر کیا ہے۔ شیخ صاحب نے اپنی طرف سے بیان نہیں کیا۔ شرک اور توحید کو سمجھنے کے لیے چار قواعد کا علم حاصل کرنا ضروری ہے چار قواعد کی تفصیل انشاء اللہ اگلے درس میں بیان کی جائے گی۔